اس "جنگ کا کوئی حل نہیں۔" — ایک تجزیہ

روسی وزارتِ دفاع کے مجلّہ Krasnaya Zvezda (سرخ ستارا) کی ۲۶ جنوری ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں جناب سرجی دوشیف نے لکھا ہے کہ تاجکستان کے ہر خاندان کا کوئی نہ کوئی فرد احمقانہ جنگ میں مارا گیا ہے۔ وقتاً فوقتاً اجتماعی قبروں کا انکشاف ہوتا رہتا ہے اور بچوں کی لاشیں دہشت ناک منظر پیش کرتی ہیں۔

تاجکستان کا مستقبل کیا ہے؟ کیا یہ جنگ جو ہر دو فریق کے لیے تباہی کی موجب ہے، جاری رہے گی اور آہستہ آہستہ ہی ختم ہو گی؟ یا نو آزاد جمہوریہ میں جوانوں کی بھرتی کے اعلان نامے جاری ہوتے رہیں گے، تشدّد میں اضافہ ہو گا، اس کے نتیجے میں اسلامی دُنیا چیخ اُٹھے گی (جیسا کہ وزارت دفاع کا اندازہ ہے)، بین الاقوامی پابندیاں عائد ہوں گی، احتجاج ہو گا، جمہوریہ تاجکستان عالمی برادری سے کٹ جائے گا اور آخر الامر یہ آزاد ریاست کی حیثیت سے معدوم ہو جائے گی؟ جناب دوشیف کو طویل افغان جنگ میں روس کے ملوّث ہونے کا تجربہ یاد ہے اور اُنہیں یقین نہیں کہ تاجکستان کی خانہ جنگی میں شامل فریق افغان جنگ کے اعادے کو روکنے کی کوئی ٹھوس ضمانت دے سکتے ہیں۔

اب تک افغان - تاجک سرحد کا دفاع روسی افواج اور سرحدی دستے کر رہے ہیں اور بعض چھوٹی چھوٹی جگہوں پر امن و امان کے ذمہ دار یونٹ تعینات ہیں۔ افرادی قوّت کی کمی ہے۔ زیادہ تر لوگ اس خطّے میں آنے کے لیے تیار نہیں، نیز ایندھن، رقم اور دوسری اشیائے ضرورت کی قلّت ہے۔

گزشتہ دو عام بھرتیوں کے بعد سرحدی چوکیوں پر تعینات سپاہیوں میں تاجک تقریباً اسی فیصد ہو گئے ہیں۔ اُن میں سے زیادہ تر ان پڑھ ہیں۔ ان نوجوانوں میں سے اکثر سڑکوں اور گلیوں سے گرفتار کر کے یہاں لائے گئے ہیں، کیوں کہ بھرتی کے نوٹس وصول کرنے کے بعد یہ گھروں سے فرار ہو گئے تھے۔ اکثر غیر صحت مند اور ناقابلِ اعتماد لوگ چوکیوں کی نگرانی کے لیے بھیج دیے جاتے ہیں۔ اُن میں سے بعض پر اعتماد نہیں کیا جاتا کہ اُنہیں اسلحہ دیا جائے اور اُن سے صرف گھریلو کام کاج لیا جاتا ہے۔ جناب دوشیف کی رائے میں اِن میں سے بعض تاجک فوج میں کام کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ اِس بات کا امکان ہے کہ اِن میں سے بہت سے قربانوف کی طرح کسی وقت بھی افغانستان چلے جائیں۔ قربانوف اس سے پہلے افغانستان جا چکا ہے۔ وہ تاجکستان کے اُس علاقے میں پیدا ہوا ہے جو "حزبِ اختلاف" کے قبضے میں رہا ہے۔ وزارت دفاع کا نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے جناب دوشیف "حزبِ اختلاف کی تاجک حکومت" کے اِس دعویٰ پر شدید تنقید کرتے ہیں کہ سرحدی علاقے کے گلّہ

بانوں اور دوسرے لوگوں کے درمیان اس کے ایجنٹوں کا مضبوط جال ہے۔ جناب دوشیف تاجک حزبِ اختلاف پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ بچوں کو جاسوسی کے لیے استعمال کر رہی ہے اور اس ضمن میں باقاعدہ اعداد و شمار موجود ہیں۔ ایجنٹوں کو اعلیٰ درجے کے ریڈیو ٹیلی فون (Walkie - Talkie) مہیا کیے گئے ہیں۔ جناب دوشیف ایک ریڈیو کمپنی کے رہنما کے حوالے سے کہتے ہیں کہ جو پیغامات راستے میں پکڑے گئے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی فوجی ساز و سامان کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جا رہی ہے، بہت سے روسی کمانڈروں کے نام معروف ہیں اور افغان ۵۵ - انفینٹری ڈویژن کی کمانڈ کا تاجکستان کی "حزبِ نہضتِ اسلامی" سے قریبی رابطہ ہے۔

جناب دوشیف یہ سوال پوچھتے ہیں کہ سرحد کسی طرح بند کی جا سکتی ہے؟ اُن کا اصرار ہے کہ فوجیوں کی حاضر تعداد سے یہ ممکن نہیں۔ یہی سبب ہے کہ لوگ سرحد سے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ پنج دہ کی بارہویں پوسٹ اس کی واضح مثال ہے۔ سات افراد نے سرحد عبور کی اور قریبی گاؤں میں غائب ہو گئے۔ جناب دوشیف بے گناہ دیہاتیوں کے لیے پیدا ہونے والے نتائج کو ذہن میں لائے بغیر مشورہ دیتے ہیں کہ سرحد پر بارودی سرنگیں بچھا کر مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ امن و امان قائم رکھنے کی ذمہ دار کمانڈ کی انجنیئرنگ سروس کے ایک افسر ذہنی طور پر مطمئن ہیں کہ یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ مخالف فریق بالآخر سرحد عبور کرنے کا راستہ تلاش کر لے گا۔ جناب دوشیف حزب اختلاف پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ بارودی سرنگوں کے بارے میں معلومات کے لیے بچوں کو استعمال کرتی ہے۔

اگرچہ سرحدی چوکیوں پر موجود اسلحہ وہی ہے جو ۱۹۸۰ء کے عشرے میں افغانستان میں استعمال ہوا تھا، تاہم سرحدی محافظوں اور سپاہیوں کی اتنی قوت ہے کہ وہ مخالف دستوں کا صفایا کر دیں۔ البتہ منتشر فوج کے لیے یہ ایک مشکل کام ہے کہ بڑے پیمانے پر از خود کوئی کارروائی کر سکے۔ اپنے طور پر کسی کارروائی کی کامیابی مزید مشکل نظر آتی ہے جب یہ "پانچویں کالم" کے تعاون سے مخالف دستوں میں شروع کی جائے۔ سرحدی چوکیوں کو قلعوں کی شکل اختیار کر لینی چاہیے تاکہ یہ اپنا دفاع کر سکیں۔ پنج دہ کے علاقے کے دفاعی - سیاسی مقاصد بالکل واضح ہیں۔ کرگان توبے، علاقے کا واحد پل قزل قالن اور تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبے کی حفاظت اسی علاقے کے مضبوط ہونے پر منحصر ہے۔

پنج دہ ضلع کے ایک اجتماعی فارم کے نائب سربراہ اس حادثے پر بہت پریشان ہیں کہ ایک قریبی فارم میں ۴۷ بے گناہ افراد قتل کر دیے گئے۔ ایک تاجک افسر نے جو ۱۹۸۵ء کے بعد افغانستان میں مجاہدین کے خلاف روسی دستوں کے ساتھ شامل تھا اور اب سرحد پر حکومتی فوجوں کے ساتھ ہے، کہا کہ "میں افغانستان سے کسی کو قیدی نہیں بنا رہا۔"

تاجکستان میں اولین جمہوری تبدیلیوں کے نتائج ابھی سامنے نہیں آئے، تاہم ایک بات بڑی

واضح ہے کہ جب تک امن وامان قائم نہیں ہوتا، نفرت کی نفسیات ٹوٹ نہیں جاتی اور مجرم عنصر الگ تھلگ نہیں کر دیا جاتا، مسلح افواج کی موجودگی یا باہم مخالف فریقوں کی عام معافی سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب عناصر سرکاری طور پر اب تک کام کر رہے ہیں اور انہیں کسی سزا کا کوئی خوف نہیں۔ جناب دوشیف اور وزارت دفاع کے نقطۂ نظر کے برعکس سابق سوویت یونین میں یہ رائے پیدا ہو رہی ہے کہ تاجکستان کی خانہ جنگی میں تیزی روس کے ملوث ہونے سے آ رہی ہے۔
(ماہنامہ "سنٹرل ایشیا بریف، لیسٹر - مارچ ۱۹۹۴ء)

ترقیاتی منصوبے رُو بہ عمل نہ آسکے۔

سابق سوویت یونین کے خاتمے (دسمبر ۱۹۹۱ء) پر تاجکستان کے عوام نے وسطی ایشیا کی دوسری نوآزاد ریاستوں کے عوام کی طرح آزادی وخود مختاری کے ساتھ خوشحالی اور اقتصادی خود کفالت کے خواب دیکھے، مگر حکمرانوں کی پالیسیوں، روس کے کردار اور عالمی سیاست نے مل کر ان کے خواب چکنا چور کر دیے ہیں۔ "آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" کا حصہ ہونے کی حیثیت سے تاجکستان نے سابق سوویت جمہوریتوں اور حالیہ "دولت مشترکہ" کی رُکن ریاستوں کے ساتھ حسب سابق اقتصادی روابط استوار رکھے ہیں۔ مزید براں ایران، ترکی، اور پاکستان کی قائم کردہ "تنظیم برائے اقتصادی تعاون" میں افغانستان اور دوسری ریاستوں کے ساتھ شمولیت اختیار کی، نیز دور و نزدیک کے متعدد ممالک کے ساتھ اقتصادی تعاون کے سمجھوتوں پر دستخط کیے۔

تاجکستان سابق سوویت یونین کی غریب ترین جمہوریہ تھی۔ اس کا ۹۳ فیصد رقبہ پہاڑی اور نیم پہاڑی ہے جہاں زراعت بڑے پیمانے پر نہیں ہو سکتی، مگر ان پہاڑوں میں بہنے والے دریا اور بننے والی جھیلیں پن بجلی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ سابق سوویت عہد میں آبی ذخائر کو ترقی دی گئی اور تاجکستان کو پن بجلی کی پیداوار کے لحاظ سے سابق سوویت یونین میں دوسری پوزیشن حاصل ہو گئی۔ تاجکستان کا مغربی حصہ ریگستانی اور میدانی ہے جہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ کھیتی باڑی میں کپاس کی نقدآور فصل کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ زرعی معیشت کا انحصار بہت حد تک کپاس پر ہے، مگر کپاس جہاں ایک طرف بہت زیادہ پانی چاہتی ہے، مصنوعی کھاد اور جراثیم کش ادویہ کے بے محابا استعمال سے ماحولیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں، وہیں اس پالیسی سے تاجکستان غذائی لحاظ سے دوسروں کا دست نگر بن گیا ہے۔ اسے گوشت کے لیے تاجکستان اور گندم کے لیے روس پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

گزشتہ دو برسوں میں تاجکستان میں یہ سوچا گیا کہ زراعت کو اس طرح ترقی دی جائے کہ غذائی خود